

ابوعبداللہ صارم

اولیاء اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنے کی شرعی حیثیت

بت پرستی اصل میں اولیاء پرستی ہی تھی۔ مشرکین مکہ کے بت اولیاء اللہ کے نام اور ان کی صورتوں پر ہی مشتمل تھے۔ قرآن کریم نے صاف طور پر اس کا رد کیا اور رسول اکرم ﷺ اسی بت پرستی کو مٹانے کے لیے تشریف لائے۔ اسلام کی اساس بت پرستی کے قلع قمع ہی پر قائم ہوئی، لیکن بد قسمتی سے اسی بت پرستی کو بعد کے بعض مسلمانوں نے عقیدت و محبت اولیاء کا نام دے کر اپنے دین کا حصہ بنا لیا۔ آج اسلام کے نام لیواؤں نے مشرکین مکہ سے بہت سے مشرکانہ افعال مستعار لے لیے ہیں۔

اولیاء اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ جس طرح مشرکین مکہ اپنے بزرگوں کے ناموں اور مورتیوں پر مبنی بتوں کے نام پر جانور چھوڑ دیتے تھے، ان کی تقلید میں آج کے بعض مسلمان بھی بزرگوں سے منسوب کر کے جانور چھوڑتے ہیں۔ یہ نامزد جانور عام جانوروں کی طرح نہیں ہوتے، بلکہ ان لوگوں کے نزدیک وہ بڑی ”حرمت“ والے ہوتے ہیں۔ وہ جس کھیت میں گھس جائیں، اس کے مالک کے خیال میں اس کے ”وارے نیارے“ ہو جاتے ہیں۔ وہ جدھر چاہیں جائیں، کوئی روک ٹوک نہیں ہوتی۔ ان سے کوئی کام بھی نہیں لیا جاتا اور ان کی اپنی ایک پہچان ہوتی ہے۔ لوگ جانتے ہوتے ہیں کہ یہ فلاں درگاہ یا فلاں مزار کا جانور ہے۔

کیا فرق ہے کہ کسی جانور کو اساف، نائلہ، منات وغیرہ سے موسوم کر دیا جائے اور اسے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حام کا نام دے دیا جائے یا یہ کہہ دیا جائے کہ یہ اونٹ اور گائے اجیر کی ”چھٹی شریف“ کے لیے مختص ہے، یا کہہ دیا جائے کہ یہ گیارہویں کا بکرا ہے یا یہ فلاں کی منت اور نیاز ہے؟ قدیم زمانے میں بھی یہ بزرگوں کی خوشنودی اور ان کا تقرب

حاصل کرنے کے لیے کیا جاتا تھا اور آج بھی یہ سب کچھ اولیاء کی تعظیم اور ان کے تقرب کے حصول کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ ان اولیاء کو خدائی طاقتوں کا مظہر سمجھ لیا گیا اور کہہ دیا گیا کہ میرا یہ کام ہو گیا تو میں فلاں مزار پر کالا بکرا ذبح کروں گا یا کالے مرغ کی منت اور چڑھاوا چڑھاؤں گا۔

غیر اللہ کے نام سے منسوب کرنا اور ان کے نام پر ذبح کرنا شرک و کفر ہے۔ ایسے جانوروں اور ایسی اشیاء کو کھانا حرام ہے۔ یہ جانور اور یہ روپیہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا واجب حق ہے کہ یہ چیزیں اسی کے نذرانے اور شکرانے میں صرف ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ إِنْ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ *

لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾ (الأنعام 6 : 162، 163)

”(اے نبی!) کہہ دیجیے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے جو جہانوں کا پروردگار ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے مطیع ہونے والا ہوں۔“

ان آیاتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ سے اعلان کروایا کہ میں نماز، جو کہ دین کا ستون اور رکن ہے، قلبی عبادات، جیسے خشوع اور توجہ الی اللہ، قولی عبادات، جیسے تکبیر و تحمید، قرآنِ کریم کی تلاوت، وغیرہ، عملی عبادات، جیسے قیام، رکوع، سجدہ، جلوس وغیرہ، خالص اللہ رب العالمین کے لیے ادا کرتا ہوں۔ میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے جانور ذبح کرتا ہوں، مشرکین کی طرح انصاب و اصنام کے لیے نہیں۔ میں ساری زندگی اپنے اللہ کی بندگی اور نیاز مندی میں گزاروں گا اور اسی پر مر جاؤں گا۔ میں اقراری ہوں کہ عبادات کی تمام انواع و اقسام میں اللہ رب العالمین کا کوئی شریک و سہیم نہیں۔ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں حافظ، ابوالفداء، اسماعیل بن عمر، ابن کثیر رحمہم اللہ (700-774ھ)

نے کیا خوب لکھا ہے : يَأْمُرُهُ تَعَالَى أَنْ يُخْبِرَ الْمُشْرِكِينَ، الَّذِينَ

يَعْبُدُونَ غَيْرَ اللَّهِ وَيَذْبَحُونَ لِغَيْرِ اسْمِهِ، أَنَّهُ مُخَالِفٌ لَهُمْ فِي ذَلِكَ، فَإِنَّ صَلَاتَهُ لِلَّهِ، وَنُسُكَهُ عَلَى اسْمِهِ، وَحَدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَهَذَا كَقَوْلِهِ تَعَالَى :

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (الکوثر 108 : 2)، أَي : أَخْلِصْ لَهُ صَلَاتَكَ وَذَبِيحَتَكَ،

فَإِنَّ الْمُشْرِكِينَ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْأَصْنَامَ وَيَذْبَحُونَ لَهَا، فَأَمَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِمُخَالَفَتِهِمْ، وَالْإِنْحِرَافِ عَمَّا هُمْ فِيهِ، وَالْإِقْبَالَ بِالْقَصْدِ وَالنِّيَّةِ وَالْعَزْمِ عَلَى الْإِخْلَاصِ لِلَّهِ تَعَالَى .

”اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو حکم فرما رہے ہیں کہ وہ غیر اللہ کی عبادت کرنے والے اور اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر جانور ذبح کرنے والے مشرکوں کو بتادیں کہ آپ ان کاموں میں ان کے مخالف ہیں۔ مشرکین مکہ بتوں کی عبادت کرتے تھے اور ان کے لیے جانور بھی ذبح کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو حکم فرمایا کہ آپ ان کی مخالفت کریں، ان کی اس روش سے باز رہیں اور اپنی نیت و قصد اور عزم کے ساتھ اس بات پر قائم رہیں کہ ہر کام خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کرنا ہے۔“

(تفسیر القرآن العظیم : 128/3)

عبادات کی تمام انواع جیسے دعا و پکار اور التجا، محبت، خوف، امید و رجا، توکل و بھروسہ، رغبت و رہبت، خشوع و خضوع، رجوع و انابت، استعانت و استغاثہ، ذبح اور نذرو نیاز خالص اللہ کے لیے بجالانی چاہئیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرانا چاہیے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے واجب حق ہیں، جو اسی کے لیے پورے کیے جانے ضروری ہیں۔ تاحیات ان پر ڈٹے رہنا اور تازیست ان کی دعوت دینا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔

خليفة چهارم، سيدنا علي بن ابي طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

«لَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ» . ”جو شخص اللہ کے سوا کسی اور کے

لیے کچھ ذبح کرتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے۔“ (صحیح مسلم: 1978)

غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کرنا باعث لعنت کام ہے۔ یہ مشرکوں اور کافروں کا شعار ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی کی تعظیم و تقرب کے لیے کچھ ذبح کرنا شرک ہے اور ایسا ذبیحہ حرام، یعنی اس کا گوشت کھانا ممنوع ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں کا بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَمَا أَهْلٌ بِهِ لِعِغْرِ اللَّهِ﴾ (البقرة 2: 173)

”اور جو کچھ، پکارا جائے اوپر اس کے واسطے غیر اللہ کے۔“ (ترجمہ شاہ رفیع الدین)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ:

- ① کسی جانور یا کسی اور چیز کو غیر اللہ کے لیے نامزد کیا جائے، خواہ ذبح کے وقت اللہ کا نام ہی کیوں نہ پکارا جائے، تب بھی حرام ہے۔
- ② ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے، تب بھی حرام ہے۔
- ③ بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ کہہ کر ذبح کیا جائے اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا جائے کہ اے اللہ! فلاں ولی یا بزرگ کے تقرب کے لیے یہ جانور ذبح کیا گیا ہے، تب بھی حرام ہے۔
- ④ اللہ کے لیے ذبح کیا جائے اور بوقت ذبح نام غیر اللہ کا پکارا جائے، تب بھی حرام ہے۔

⑤ ذبح اللہ کے لیے کیا جائے، لیکن اللہ تعالیٰ کے مبارک نام کے ساتھ غیر اللہ کا نام شامل کر دیا جائے، تب بھی حرام ہے۔

فقہ حنفی بھی یہی کہتی ہے۔ حنفی مذہب کی مستند و معتبر کتابوں میں لکھا ہوا ہے:

يَقُولُ: بِسْمِ اللَّهِ، وَاسْمِ فَلَانٍ، أَوْ يَقُولُ: بِسْمِ اللَّهِ وَفُلَانٍ، أَوْ بِسْمِ اللَّهِ وَمُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ، فَتَحْرُمُ الذَّبِيحَةُ، لِأَنَّهُ أَهْلٌ بِهِ لِعِغْرِ اللَّهِ.

”اگر کوئی بندہ بوقت ذبح کہے: [بِسْمِ اللَّهِ، وَاسْمِ فَلَانٍ] اللہ کے نام کے ساتھ اور

فلاں کے نام کے ساتھ، یا بِسْمِ اللّٰهِ، وَفُلَانٍ اللّٰہ اور فلاں کے نام کے ساتھ، یا بِسْمِ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰهِ اللّٰہ اور محمد رسول اللّٰہ (ﷺ) کے نام کے ساتھ، تو ذبح حرام ہو جاتا ہے، کیونکہ اس پر غیر اللّٰہ کا نام پکار دیا گیا ہے۔“

(بدائع الصنائع للکاسانی: 48/5، الهدایة للمرغینانی: 435/2)

شبہات اور ان کا ازالہ

اس مسئلے میں بریلوی مکتب فکر کا موقف ہے کہ اگر کسی جانور کو اولیاء کے نام سے منسوب کر دیا جائے اور وقتِ ذبح اللّٰہ کا نام لے لیا جائے تو وہ حلال ہے۔ اس لیے وہ آیت کریمہ ﴿وَمَا أَهْلٌ بِهِ لِّغَيْرِ اللّٰهِ﴾ کی تفسیر و تاویل یہ کرتے ہیں کہ وہ جانور حرام ہے، جس پر ذبح کے وقت غیر اللّٰہ کا نام پکارا جائے، حالانکہ اس آیت کریمہ کو وقتِ ذبح کے ساتھ خاص کرنے کی کوئی دلیل نہیں۔ اس آیت کریمہ کے مطابق کسی جانور پر کسی بھی وقت غیر اللّٰہ کا نام پکارنے سے وہ حرام ہو جاتا ہے۔ وقتِ ذبح بھی اسی حرمت کا ایک موقع اور محل ہے۔

① وقت ذبح کی قید نہیں:

[إِهْلَال] کے معنی [رَفْعُ الصَّوْتِ] یعنی آواز بلند کرنا ہے، یعنی ذبح کے وقت یا ذبح سے پہلے، کسی بھی وقت اس پر غیر اللّٰہ کا نام پکارا جائے تو جانور حرام ہو جاتا ہے۔ اگرچہ مفسرین نے ذبح کے وقت نام پکارنے کو [إِهْلَال] کہا ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ عام اوقات میں جانور کو غیر اللّٰہ کے نام منسوب کیا جاسکتا ہے۔ چونکہ مشرکین کی عام عادت یہ تھی کہ جو جانور انہوں نے غیر اللّٰہ، یعنی بزرگوں کے بتوں کے تقرب و تعظیم میں چھوڑے ہوتے تھے، ذبح کے وقت ان پر انہی کا نام پکارتے تھے۔ لہذا اگر کسی جانور پر بغرض تعظیم و تقرب کسی کا نام پکارا جائے اور وقتِ ذبح اللّٰہ کا نام لے کر ذبح کر دیا جائے تو بھی وہ حرام ہی ہوگا۔

اس لیے مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب (م: 1391ھ) کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ:

”پکارنے سے مراد وقتِ ذبح پکارنا ہے۔“ (”جاء الحق“: 359/1)

یہی نظریہ ملا جیون، ماتریدی، حنفی (م: 1130ھ) کا ہے، وہ لکھتے ہیں:

وَمِنْ هَهُنَا عَلِمَ أَنَّ الْبَقْرَةَ الْمَنْذُورَةَ لِلْأَوْلِيَاءِ، كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِي زَمَانِنَا، حَلَالٌ طَيِّبٌ، لِأَنَّهُ لَمْ يُذَكَّرِ اسْمُ غَيْرِ اللَّهِ عَلَيْهَا وَقَتَ الذَّبْحِ، وَإِنْ كَانُوا يَنْذِرُونَهَا لَهُ. ”اس سے معلوم ہوا کہ وہ گائے جسے اولیاء کے لیے نذر مانا گیا ہے، جیسا کہ ہمارے زمانے میں رواج ہے، وہ حلال اور پاکیزہ ہے، کیونکہ بوقتِ ذبح اس پر غیر اللہ کا نام نہیں لیا گیا، اگرچہ اسے غیر اللہ کی نذر کیا گیا ہے۔“

(التفسيرات الأحمدية، ص: 45)

اس شبہ کے رد و جواب میں عالمِ اسلام کے عظیم سکالر، ممتاز اہل حدیث عالم، علامہ، ڈاکٹر شمس الدین سلفی، انفعالی رحمہ اللہ (م: 1420ھ/1997ء) فرماتے ہیں:

لَقَدْ أَجَابَ عُلَمَاءُ الْحَنْفِيَّةِ عَنْ هَذِهِ الشُّبْهَةِ، أَنَّ الْعِبْرَةَ فِي النَّذْرِ لِغَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى لِلنِّيَّةِ، لَا لِذِكْرِ اسْمِ غَيْرِ اللَّهِ عِنْدَ ذَبْحِ الْمَنْذُورِ، فَمَنْ نَذَرَ بَقْرَةً لِمَيْتٍ، مَثَلًا، فَقَدْ أَشْرَكَ بِمُجَرَّدِ نَذْرِهِ إِيَّاهُ لَهُ، سَوَاءٌ ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ عِنْدَ ذَبْحِهَا، أَوْ ذَكَرَ اسْمَ ذَلِكَ الْمَيْتِ، فَإِنَّ الْعِبْرَةَ لِنِيَّةِ هَذَا النَّاذِرِ، الْمُتَقَرَّبِ إِلَى ذَلِكَ الْمَيْتِ، الطَّالِبِ بِنَذْرِهِ لَهُ كَشْفِ الْمُعْضَلَاتِ، وَجَلْبِ الْخَيْرَاتِ مِنْهُ، لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَمَا أَهْلٌ بِهِ لِيُغَيِّرَ اللَّهُ﴾ (البقرة 2: 173)، وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَمَا أَهْلٌ لِيُغَيِّرَ اللَّهُ بِهِ﴾ (المائدة 5: 3، والنحل 16: 115)، وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿أَوْ فَسَقًا أَهْلٌ لِيُغَيِّرَ اللَّهُ بِهِ﴾ (الأَنْعَامُ 6: 145)، فَمَا أَهْلٌ بِهِ لِيُغَيِّرَ اللَّهُ أَعْمٌ مِنَ الْمَذْبُوحِ بِاسْمِ غَيْرِ اللَّهِ، فَإِنَّ مَا أَهْلٌ بِهِ لِيُغَيِّرَ اللَّهُ قَدْ يَكُونُ مِنْ قَبِيلِ الْمَشْرُوبَاتِ، أَوْ

الْمَلْبُوسَاتِ، أَوِ الْمَشْمُومَاتِ، بَلْ قَدْ يَكُونُ مِنَ الْمَعَادِنِ، كَالذَّهَبِ،
وَالْفِضَّةِ، وَالْيَاقُوتِ، وَالْمَرْجَانِ، وَنَحْوَهَا، وَقَدْ يَكُونُ مِنَ الْمَطْعُومَاتِ
الَّتِي لَا تَحْتَاجُ إِلَى الذَّبْحِ، كَالسَّمَكِ، وَالزَّيْتِ، وَالسَّمْنِ، وَالْعَسَلِ،
وَنَحْوَهَا، لِأَنَّ [الْإِهْلَالَ] هُوَ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالشَّيْءِ، وَلَيْسَ مَعْنَاهُ الذَّبْحُ،
فَمَنْ زَعَمَ أَنَّ مَعْنَى قَوْلِهِ: ﴿وَمَا أَهْلٌ بِهِ لِعِيرِ اللَّهِ﴾، مَا ذُبِحَ بِاسْمِ غَيْرِ
اللَّهِ، بَأَنَّهُ يُذَكَّرُ اسْمُهُ عَلَيْهِ وَقَتَ الذَّبْحِ، فَقَدْ غَلِطَ غَلْطًا مُبِينًا، وَقَيَّدَ مُطْلَقَ
الْكِتَابِ، وَخَصَّصَ عَامَّةَ بَدُونِ دَلِيلِ مَسُوحٍ، وَتَقَوَّلَ عَلَى اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ مَا
لَا يَعْرِفُهُ الْعَرَبُ، فَإِنَّ الْإِهْلَالَ لَمْ يُعْرِفْ عِنْدَ الْعَرَبِ بِمَعْنَى الذَّبْحِ، وَأَمَّا مَا
ذَكَرَهُ بَعْضُ الْمُفَسِّرِينَ فِي تَفْسِيرِ هَذِهِ الْآيَةِ: وَمَا ذُبِحَ لِلْأَصْنَامِ
وَالطَّوَاعِيتِ، وَنَحْوِ ذَلِكَ، فَلَيْسَ هَذَا مَعْنَاهَا اللُّغَوِيُّ الْكَامِلُ، بَلْ قَصْدُهُمْ
بَيَانُ فَرْدٍ مِّنْ أَفْرَادِ ﴿وَمَا أَهْلٌ بِهِ لِعِيرِ اللَّهِ﴾، فَإِنَّ الْمُشْرِكِينَ السَّابِقِينَ
كَانُوا عَادَةً إِذَا نَذَرُوا شَيْئًا مِّنَ الْأَنْعَامِ لِإِلَهَتِهِمْ ذَبَحُوهُ بِأَسْمَائِهَا، بِخِلَافِ
الْقُبُورِيِّ فِي هَذِهِ الْأَمَّةِ، فَإِنَّهُمْ إِذَا نَذَرُوا بَقْرَةً، مَثَلًا، لِأَوْلِيَائِهِمُ الْأَمْوَاتِ،
مَثَلًا، ذَبَحُوهَا بِاسْمِ اللَّهِ تَعَالَى لِسَانًا وَظَاهِرًا، حِيلَةً مِّنْهُمْ، وَلَكِنْ هَذَا
الْمَنْذُورُ الْمَذْبُوحُ يَكُونُ مَذْبُوحًا فِي الْحَقِيقَةِ بِاسْمِ ذَلِكَ الْوَلِيِّ الْمَيِّتِ،
فَهُمْ، وَإِنْ لَمْ يَذْكُرُوا اسْمَ هَذَا الْوَلِيِّ الْمَنْذُورِ لَهُ ظَاهِرًا عَلَى أَلْسِنَتِهِمْ عِنْدَ
ذَبْحِ ذَلِكَ الْحَيَوَانِ الْمَنْذُورِ، لَكِنَّهُمْ يَذْكُرُونَ اسْمَ وَلِيِّهِمْ بَاطِنًا فِي قُلُوبِهِمْ
قَبْلَ ذَبْحِهِ، وَعِنْدَ ذَبْحِهِ، وَبَعْدَ ذَبْحِهِ، دَلَّ عَلَى ذَلِكَ نَذْرُهُمْ لَهُ، وَنِيَّتُهُمْ،
وَتَقَرُّبُهُمْ إِلَيْهِ، وَاسْتِعْطَافُهُمْ إِيَّاهُ لِدَفْعِ الْمَلِمَاتِ، وَجَلْبِ الْخَيْرَاتِ، إِذَا لَا

تَأْثِيرَ لِذِكْرِ اسْمِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ عِنْدَ الذَّبْحِ، مَا دَامَ الْمُنْدُورُ لِغَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى، فَذَبَحَهُمْ بِاسْمِ اللَّهِ تَعَالَى لَيْسَ إِلَّا حِيلَةً قَبُورِيَّةً، لَا تُنَجِّهِمْ مِنَ الشِّرْكِ وَالتَّحْرِيمِ، لِأَنَّ الْعِبْرَةَ لِلنِّيَّةِ، لَا لِذِكْرِ اسْمِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى اللِّسَانِ، فَهَذَا النَّاذِرُ مُشْرِكٌ، وَهَذَا الْمُنْدُورُ حَرَامٌ، وَإِنْ ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَتَ الذَّبْحِ.

”علمائے احناف نے اس شبہ کا جواب یہ دیا ہے کہ غیر اللہ کی نذر ماننے میں اعتبار نیت کا ہوگا، نہ کہ نذر کیے گئے جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام ذکر کرنے کا۔ جس شخص نے کسی میت کے لیے کوئی گائے نذر مانی تو وہ محض نذر کرنے ہی سے مشرک ہو جائے گا، خواہ وہ اسے ذبح کرتے وقت اس میت کا نام لے یا نہ لے۔ اعتبار تو اس نذر ماننے والے کی نیت کا ہے جو اس میت کا تقرب حاصل کرنا چاہتا ہے اور اس نذر کے ذریعے میت سے مشکلات کو دور کرنے اور بھلائیوں کو قریب کرنے کا طالب ہے، کیونکہ ﴿وَمَا أَهْلٌ بِهِ لِيُغَيِّرَ اللَّهُ﴾ (البقرة 2: 173) (اور جس کو غیر اللہ کے لیے پکارا جائے)، ﴿وَمَا أَهْلٌ لِيُغَيِّرَ اللَّهُ بِهِ﴾ (المائدة 5: 3، والنحل 16: 115) (اور جس کو غیر اللہ کے لیے پکارا جائے)، ﴿أَوْ فَسَقًا أَهْلٌ لِيُغَيِّرَ اللَّهُ بِهِ﴾ (الأَنْعَام 6: 145) (یا وہ فسق ہو کہ اس پر اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام پکارا گیا ہو) ان سب فرامین باری تعالیٰ میں غیر اللہ کے لیے پکارا جانا عام ہے، خواہ اسے غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ جس چیز پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے، وہ بسا اوقات مشروبات یا ملبوسات یا عطریات سے تعلق رکھتی ہوتی ہے، بلکہ بسا اوقات معدنیات، مثلاً سونا، چاندی، یا قوت و مرجان وغیرہ کی ہوتی ہے اور کبھی تو کھانے کی ایسی چیز ہوتی ہے، جسے ذبح کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی، جیسا کہ مچھلی، تیل، گھی اور شہد وغیرہ (تو کیا غیر اللہ کی ایسی نذر جائز ہو جائے گی؟)۔ اہلال کا معنی آواز بلند کرنا ہے، ذبح کرنا نہیں۔ جس نے یہ دعویٰ کیا کہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿وَمَا أَهْلٌ لِيُغَيِّرَ اللَّهُ﴾ سے مراد

وہ جانور ہے جس پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا جائے، اس نے بڑی فحش غلطی کی ہے اور قرآن کریم کی ایک مطلق آیت کو بغیر کسی دلیل کے مقید اور ایک عام آیت کو بغیر دلیل کے خاص کر دیا ہے، اس نے عربی زبان میں ایسی بات شامل کرنے کی کوشش کی ہے، جسے عرب لوگ جانتے تک نہیں۔ اہل عرب کے ہاں اہلال ذبح کے معنی میں نہیں ہوتا۔ بعض مفسرین کرام نے اس آیت کی تفسیر میں جو اس طرح کی بات کہی ہے کہ ایسا جانور جو بتوں اور طاغوتوں کے لیے ذبح کیا جائے۔۔۔ تو انہوں نے اس لفظ کا پورا لغوی معنی نہیں کیا، بلکہ ان کا مقصود اس آیت کریمہ میں مراد لی گئی چیزوں میں سے ایک چیز کو بیان کرنا تھا، کیونکہ پہلی امتوں کے مشرکین جب کسی جانور کو اپنے معبودوں کے لیے نذر کرتے تھے تو عموماً اسے انہی معبودوں کا نام لے کر ذبح کرتے تھے۔ اس امت کے قبر پرست اپنی قبر پرستی کے لیے حیلہ کرتے ہوئے اولیاء کی نذر کیے گئے جانور کو ظاہری طور پر اللہ کے نام پر ذبح کر دیتے ہیں، لیکن درحقیقت یہ جانور اسی مردہ ولی کے نام پر ذبح ہوتا ہے۔ یہ لوگ اگرچہ ظاہری طور پر اپنی زبان سے اس ولی کا نام نہیں لیتے، لیکن ان کے دلوں میں اس جانور کو ذبح کرنے سے پہلے، ذبح کرتے وقت اور ذبح کرنے کے بعد اسی کا ذکر ہوتا ہے۔ ان کا اس جانور کو میت کی نذر کرنا، دل میں جانور کو اس میت سے منسوب کرنا، جانور کا نذرانہ پیش کر کے اس ولی کے تقرب کے حصول کی کوشش اور اس سے مصائب کو دور کرنے اور آسائشوں کو قریب لانے کی فریاد کرنا، یہ سب چیزیں اس بات کی واضح دلیل ہیں۔ معلوم ہوا کہ جب جانور کو غیر اللہ کی نذر کیا گیا ہو، اس وقت زبانی طور پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اللہ کا نام لے کر ذبح کرنا تو قبر پرستی کا ایک حیلہ ہے، جو انہیں شرک کرنے اور حرام کھانے سے بری نہیں کر سکتا، کیونکہ اعتبار تو نیت کا ہے نہ کہ زبانی طور پر اللہ کا نام لے کر ذبح کرنے کا۔ ایسی نذر ماننے والا مشرک ہے اور ایسا نذر کیا گیا جانور حرام ہے، اگرچہ ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ

کا نام ذکر کیا جاتا رہے۔“ (جہود علماء الحنفیۃ فی إبطال عقائد القبریۃ: 1561/3، 1562)

شیخ الاسلام، ابوالعباس، احمد بن عبد الحليم، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

فَإِنَّ قَوْلَهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا أَهْلٌ لِّغَيْرِ اللَّهِ بِهِ﴾ (المائدة 5: 3) ظَاهِرُهُ أَنَّهُ مَا ذُبِحَ لِغَيْرِ اللَّهِ، مِثْلُ أَنْ يُقَالَ: هَذَا ذَبِيحَةٌ لِّكَذَا، وَإِذَا كَانَ هَذَا هُوَ الْمَقْصُودُ، فَسَوَاءٌ لَفْظُ بِهِ أَوْ لَمْ يَلْفِظْ، وَتَحْرِيمُ هَذَا أَظْهَرُ مِنْ تَحْرِيمِ مَا ذُبِحَ لِلْحِمِّ، وَقَالَ فِيهِ: بِاسْمِ الْمَسِيحِ، وَنَحْوِهِ، ---، فَإِذَا حُرِّمَ مَا قِيلَ فِيهِ: بِاسْمِ الْمَسِيحِ، أَوِ الزَّهْرَةِ، فَلَأَنْ يُحْرَمَ مَا قِيلَ فِيهِ: لِأَجْلِ الْمَسِيحِ وَالزَّهْرَةِ، أَوْ قَصَدَ بِهِ ذَلِكَ، أَوْلَى، وَهَذَا يُبَيِّنُ لَكَ ضَعْفَ قَوْلِ مَنْ حَرَّمَ مَا ذُبِحَ بِاسْمِ غَيْرِ اللَّهِ، وَلَمْ يُحْرَمَ مَا ذُبِحَ لِغَيْرِ اللَّهِ، ---، وَعَلَى هَذَا، فَلَوْ ذُبِحَ لِغَيْرِ اللَّهِ مُتَقَرِّبًا بِهِ إِلَيْهِ لَحُرِّمَ، وَإِنْ قَالَ فِيهِ: بِسْمِ اللَّهِ، كَمَا يَفْعَلُهُ طَائِفَةٌ مِّنْ مُّنَافِقِي هَذِهِ الْأُمَّةِ، الَّذِينَ يَتَقَرَّبُونَ إِلَى الْأَوْلِيَاءِ وَالْكُوَاكِبِ، بِالذَّبْحِ، وَالْبُخُورِ، وَنَحْوِ ذَلِكَ.

”فرمانِ باری تعالیٰ ﴿وَمَا أَهْلٌ لِّغَيْرِ اللَّهِ بِهِ﴾ (المائدة 5: 3) (اور جو غیر اللہ کے لیے پکارا جائے) سے واضح طور وہ جانور مراد ہے جو غیر اللہ کے لیے ذبح کیا جائے، مثلاً کہا جائے کہ یہ جانور فلاں کے لیے ذبح کیا گیا ہے۔ جب مقصد یہ ہو تو زبان سے ادا کرنے یا نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کی حرمت اس جانور کی حرمت سے زیادہ واضح ہے جسے گوشت کھانے کی نیت سے ذبح کیا جائے، لیکن ذبح کرتے وقت اس پر مسیح کا نام لیا جائے۔۔۔ جب مسیح یا کسی ستارے کا نام لے کر ذبح کیا گیا جانور حرام ہے تو وہ جانور بلا اولیٰ حرام ہے جس کے بارے میں کہہ دیا جائے کہ یہ مسیح یا کسی ستارے کے لیے ہے یا ایسی نیت کر لی جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی بات کمزور ہے جو کہتے ہیں کہ غیر اللہ کے نام لے کر ذبح کیا گیا جانور تو حرام ہے، لیکن غیر اللہ کے لیے ذبح کیا گیا جانور حرام نہیں۔۔۔ اس لیے جو جانور کسی غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ذبح کیا

جائے، وہ حرام ہے، اگرچہ اسے ذبح کرتے وقت اللہ ہی کا نام لیا جائے۔ جیسا کہ اس امت کے منافقوں کا ایک گروہ کرتا ہے، یہ لوگ اولیاء اللہ یا ستاروں کا تقرب حاصل کرنے کے لیے جانور ذبح کرتے ہیں اور عطریات وغیرہ کے ذریعے ان کی نذریں مانتے ہیں۔“

(اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفة أصحاب الجحیم 64/2)

شارح صحیح بخاری، حافظ، احمد بن علی، ابن حجرؒ (773-852ھ) فرماتے ہیں:

﴿وَمَا أَهْلٌ بِهِ لِيُغَيِّرَ اللَّهُ﴾، أَيَّ مَا ذُبِحَ لِيُغَيِّرَهُ، وَأَصْلُهُ رَفْعُ الذَّابِحِ صَوْتَهُ بِذِكْرِهِ مَنْ ذُبِحَ لَهُ. ”اس فرمان باری تعالیٰ سے مراد وہ جانور ہے جو اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیے ذبح کیا جائے۔ اہلال کا اصل معنی یہ ہے کہ ذبح کرنے والا اس ہستی کا بلند آواز سے ذکر کرے، جس کے لیے جانور ذبح کیا جا رہا ہو۔“

(ہدی الساری مقدمۃ فتح الباری، ص: 202)

حنفی مذہب کی معتبر کتابوں میں لکھا ہوا ہے:

ذَبَحَ لِقُدُومِ الْأَمِيرِ، وَنَحْوِهِ، كَوَاحِدٍ مِنَ الْعُظَمَاءِ، يَحْرُمُ، لِأَنَّهُ أَهْلٌ بِهِ لِيُغَيِّرَ اللَّهُ، وَلَوْ ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ تَعَالَى.

”امیر یا اس طرح کے کسی بڑے کی آمد پر جانور ذبح کرنا حرام ہے، کیونکہ اس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہے، اگرچہ اس پر (بوقت ذبح) اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا ہو۔“

(الدر المختار للحصکفی: 320/2، الدر المختار مع رد المحتار لابن عابدین: 195/6،

وفي نسخة: 309/6، مجموعة الفتاوى لعبد الحی اللکنوی الحنفی: 223/3، 306/2)

معلوم ہوا کہ غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو تو ذبح کیا گیا جانور حرام ہوتا ہے، خواہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام نہ پکارا جائے، بلکہ اسے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے۔

ان عبارتوں سے اہلال کا معنی واضح ہو جاتا ہے، یعنی وہ جانور حرام ہے جس کے متعلق غیر اللہ کی تعظیم کی نیت ہو، وقت ذبح کی کوئی قید نہیں۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی حنفی بن شاہ ولی اللہ دہلوی حنفی (1159-1239ھ) لکھتے ہیں:

”اگر یہ نیت ہو کہ غیر اللہ کا تقرب حاصل ہو تو اگرچہ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کریں، تب بھی وہ ذبیحہ حرام ہوگا۔“ (فتاویٰ عزیز: 47/1)

جناب احمد سرہندی، الملقب بہ ”مجدد الف ثانی“ (م: 1034ھ) فرماتے ہیں:

”بزرگوں کے لیے جو نذریں حیوانات کی مانتے ہیں اور ان کو قبروں پر لے جا کر ذبح کرتے ہیں، فقہی روایات نے اس عمل کو شرک میں داخل کیا ہے۔“

(مکتوبات امام ربانی، ص: 73، مکتوب نمبر 41، دفتر: 3)

علامہ محمد بن علی، شوکانی، یحییٰ بن علیؒ (1173-1250ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَالْمُرَادُ هُنَا مَا ذُكِرَ عَلَيْهِ اسْمُ غَيْرِ اللَّهِ، كَاللَّاتِ، وَالْعُزَّى، إِذَا كَانَ الذَّبْحُ وَثْنِيًّا، وَالنَّارِ، إِذَا كَانَ الذَّبْحُ مَجْوسِيًّا، وَلَا خِلَافَ فِي تَحْرِيمِ هَذَا وَأَمْثَالِهِ، وَمِثْلُهُ مَا يَقَعُ مِنَ الْمُعْتَقِدِينَ لِلْأَمْوَآتِ، مِنَ الذَّبْحِ عَلَى قُبُورِهِمْ، فَإِنَّهُ مِمَّا أَهَلَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ، وَلَا فَرْقَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الذَّبْحِ لِلْوَثَنِ.

”اس آیت کریمہ میں وہ جانور مراد ہے جس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے، جیسا کہ اگر ذبح کرنے والا بت پرست ہو تو وہ لات و عزی کا نام لے گا اور اگر وہ مجوسی ہو تو آگ کا۔ اس طرح کے جانوروں کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں۔ مردہ پرستوں کی طرف سے قبروں پر جو جانور ذبح کیے جاتے ہیں، وہ بھی اسی طرح حرام ہیں، کیونکہ ان پر بھی غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہوتا ہے۔ قبروں پر اور بتوں کے استہانوں پر جانور ذبح کرنے میں کوئی فرق نہیں۔“

(فتح القدير الجامع بين فني الرواية والدراية من علم التفسير: 196/1)

معلوم ہوا کہ جو جانور بتوں، دیویوں، دیوتاؤں، آستانوں، قبروں اور اولیاء اللہ کے لیے نامزد ہو گیا، اسے بسم اللہ پڑھ کر بھی ذبح کیا جائے تو وہ حرام ہی رہتا ہے، کیونکہ اس کو غیر اللہ کے لیے مقرر کرنے والے کا مقصد گوشت نہ تھا، بلکہ غیر اللہ کا تقرب تھا۔

”مفتی“ احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب ایک اشکال ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں :

”اگر کسی نے جانور میت کے نام پر پالا، بعد میں اس سے تائب ہو گیا اور خالص نیت سے اس کو ذبح کیا تو یہ بالاتفاق حلال ہے، حالانکہ [أَهْلًا] میں تو یہ بھی داخل ہو گیا۔ اگر ایک بار بھی غیر اللہ کا نام اس پر بول دیا [مَا أَهْلًا] کی حد میں آ گیا۔ اب ماننا پڑا کہ وقت ذبح اللہ کا نام پکارنا معتبر ہے، نہ کہ قبل کا۔“ (”جاء الحق“: 1/363-364)

جس وجہ سے اس حلال جانور کا کھانا حرام ہوا تھا، جب وہ وجہ ہی ختم ہو گئی تو اس کا کھانا جائز ہو گیا۔ جب ایک شخص نے اپنے دل سے غیر اللہ کی نذر و نیاز کی نیت ہی ختم کر دی تو وہ جانور غیر اللہ سے منسوب رہا ہی نہیں۔ اس سے وقت ذبح کی قید کیسے ثابت ہو گئی؟

② نذر و نیاز والی نسبت شرک ہے :

کسی چیز کو اگر اولیاء اللہ کی طرف منسوب کیا جائے تو یہ نسبت نذر و نیاز کی ہوگی، جو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے کرنا شرک، حرام اور ناجائز ہے۔ اس کے برعکس کوئی جانور اپنے مالک کی طرف منسوب ہو تو یہ نسبت نذر و نیاز کی نہیں بلکہ ملکیتی ہے، اسی طرح اگر اسے کسی موقع کے ساتھ منسوب کر دیا جائے، مثلاً عید کا بکرا، تو یہ نسبت اللہ تعالیٰ کے لیے نذر و نیاز کی ہے، جو کہ عین عبادت ہے اور ویسے کی گائے، وغیرہ، یہ نسبت غیر اللہ کے لیے نذر و نیاز کی نہیں۔ اتنی سی بات بعض لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی۔

جناب ”مفتی“ احمد یار خان نعیمی بریلوی لکھتے ہیں :

”جب [أَهْلًا] کے لغوی معنی مراد ہوئے، یعنی جانور پر اس کی زندگی میں یا بوقت ذبح غیر اللہ کا نام پکارنا جانور کو حرام کر دیتا ہے تو لازم آیا کہ جانور کے سوا دوسری اشیاء بھی غیر اللہ کی طرف نسبت کرنے سے حرام ہو جاویں، کیونکہ قرآن میں آتا ہے : ﴿وَمَا أَهْلًا بِهِ لغيرِ اللَّهِ﴾ ہر وہ چیز جو کہ غیر اللہ کے نام پر پکاری جائے۔ ’ما‘ میں جانور کی قید نہیں۔ پھر

خواہ تقرب کی نیت سے پکارا یا کسی اور نیت سے بہر حال حرمت آنی چاہیے، تو زید کا بکرا، عمرو کی بھینس، زید کے آم، بکر کے پھل، فلاں کی بیوی۔۔۔“ (”جاء الحق“، 1: 363)

ان لوگوں کو کوئی پوچھے کہ رسول اکرم ﷺ نے جو فرمایا ہے کہ غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کرنا شرک ہے، اس کا مصداق بھی کوئی ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ جو جانور غیر اللہ کے لیے نذر نیاز کی نیت سے منسوب کر کے ذبح کیا جائے گا، وہی حرام ہوگا اور یہی نسبت شرک ہوگی، اس کے علاوہ باقی ساری نسبتیں جائز ہوں گی۔

صاف ظاہر ہے کہ جو جانور یا چیزیں اصحاب قبور اور اولیاء اللہ کی طرف منسوب ہوتی ہیں، وہ ان کی نذر و نیاز ہونے کی بنا پر ہی منسوب ہوتی ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ یہ غوث پاک کی گائے ہے یا یہ شیخ سدوکا بکرا ہے تو یہ غیر اللہ کے لیے نذر و نیاز ہی تو ہے۔
”مفتی“ صاحب کی ایک تعجب خیز بات ملاحظہ فرمائیں، وہ لکھتے ہیں:

”گیارہویں کا بکرا یا غوث پاک کی گائے وغیرہ، یہ شرعاً حلال ہے، جیسا کہ ولیمہ کا جانور۔“ (”جاء الحق“، 1: 359, 358)

حلت و حرمت کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، کسی انسان کو اسے اپنے ہاتھ میں کرنے کی اجازت نہیں، لیکن ”مفتی“ صاحب شاید حلت و حرمت کو اپنی اجارہ داری سمجھ رہے ہیں! ہمارا سوال ہے کہ ولیمہ کے جانور کی نسبت تو شریعت سے ثابت ہے، لہذا ولیمہ کا جانور شرعاً حلال ہوا، لیکن گیارہویں کا بکرا یا غوث پاک کی گائے والی نسبت کس شریعت سے ثابت ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ نسبت شریعت اسلامیہ سے ثابت ہوگی تو ہی ایسا جانور شرعاً حلال ہوگا۔
بتائیں کہ کس صحابی نے نبی اکرم ﷺ کے نام کی گائے چھوڑی یا ذبح کی؟

کہاں غیر اللہ کی نذر و نیاز کے لیے ان سے جانور منسوب کرنے کا شرکیہ عمل اور کہاں ولیمہ جیسے مسنون عمل کے لیے منسوب جانور۔ جب دامن دلائل سے خالی ہو جائے تو ایسی ہی بے ربط باتیں کی جاتی ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ”مفتی“ صاحب غیر اللہ کے نام پر ذبح

کرنے کے ثبوت کے لیے غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز ثابت کرتے، لیکن انہوں نے جاہل عوام کو دھوکا دینے کے لیے اس طرح کی الٹی سیدھی باتیں شروع کر دی ہیں۔

③ گوشت کھانا یا نہ کھانا مؤثر نہیں:

غیر اللہ کے لیے جو جانور ذبح کیا جائے، اس کا گوشت کھانے کا ارادہ ہو یا نہ ہو، اسے کھایا جائے یا نہ کھایا جائے، وہ حرام ہی ہوتا ہے۔

”مفتی“ صاحب فقہ حنفی کی کچھ عبارات کی مراد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”غیر خدا کو راضی کرنے کے لیے صرف خون بہانے کی نیت سے ذبح کرنا کہ اس میں گوشت مقصود نہ ہو، جیسے کہ ہندو لوگ بتوں یا دیوی کی بھینٹ چڑھاتے ہیں کہ اس سے صرف خون دے کر بتوں کو راضی کرنا مقصود ہے۔ یہ جانور اگر بسم اللہ کہہ کر بھی ذبح کیا جاوے، جب بھی حرام ہے، بشرطیکہ ذبح کرنے والے کی نیت بھینٹ کی ہو، نہ کہ ذبح کرانے والے کی۔ ان فقہی عبارات سے یہ ہی مراد ہے۔“ (”جاء الحق“: 1/364, 365)

کیا بریلوی حضرات بزرگوں کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں تو ان کا مقصود گوشت کھانا ہوتا ہے؟ کیا قبروں پر جانور ذبح کرنے والے گوشت کھانے کے لیے ایسا کرتے ہیں؟ ہم ”مفتی“ صاحب کی اس عبارت پر کوئی تبصرہ کرنے کی بجائے، اسی عبارت کو حسب حال ہندو کی جگہ بریلوی اور بتوں کی جگہ قبروں وغیرہ کے الفاظ لگا کر لکھ رہے ہیں اور فیصلہ ارباب فکر و نظر پر چھوڑتے ہیں کہ وہ خود ہی انصاف کر دیں، ملاحظہ فرمائیں:

”غیر خدا کو راضی کرنے کے لیے صرف خون بہانے کی نیت سے ذبح کرنا کہ اس میں گوشت مقصود نہ ہو، جیسے کہ بریلوی لوگ قبروں، آستانوں اور اولیاء اللہ کی بھینٹ چڑھاتے ہیں کہ اس سے صرف خون دے کر اصحابِ قبور کو راضی کرنا مقصود ہے۔ یہ جانور اگر بسم اللہ پڑھ کر بھی ذبح کیا جاوے، جب بھی حرام ہے۔“

رہا ”مفتی“ صاحب کا یہ شرط ذکر کرنا: ”بشرطیکہ ذبح کرنے والے کی نیت بھینٹ

کی ہو، نہ کہ ذبح کروانے والے کی۔“ تو یہ شرط فقہائے احناف کی گھڑٹیل ہے۔ قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہ و تابعین میں اس کا کہیں ذکر نہیں۔ سلف صالحین اور ائمہ ہدیٰ میں سے کوئی بھی ان کا ہم خیال نہیں۔

احناف کی فقہی موشگافیاں :

حنفی مذہب کی کتابوں میں تو یہاں تک لکھا ہے :

مُسْلِمٌ ذَبَحَ شَاةَ الْمَجُوسِ، لَبِيتَ نَارِهِمْ، أَوِ الْكَافِرِ، لِإِلَهَتِهِمْ، تَوَكَّلْ، لِأَنَّهُ سَمَّى اللَّهَ تَعَالَى، وَيَكْفُرُهُ لِلْمُسْلِمِ.

”مسلمان نے مجوسی کی وہ بکری، جو ان کے آتش کدہ کے لیے تھی، یا کافر کی، ان کے معبودوں کے لیے تھی، ذبح کی، وہ حلال ہے، کیونکہ اس مسلمان نے اللہ کا نام لیا ہے، مگر یہ کام مسلمان کے لیے مکروہ (ناپسندیدہ) ہے۔“ (فتاویٰ عالمگیری: 3/115)

یہ سب اپنی شکم پروری کے طریقے ہیں۔ کافروں کا حرام مال اپنے لیے حلال کرنے کی خاطر یہ حیلہ تراش لیا گیا۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟

آئیے ذبح سے متعلق اس ”فقہ شریف“ کا ایک اور مسئلہ ملاحظہ فرمائیں :

وَفِي فَتَاوَى أَهْلِ سَمَرْقَنْدَ: إِذَا ذَبَحَ كَلْبَهُ، وَبَاعَ لَحْمَهُ جَازَ، وَكَذَا إِذَا ذَبَحَ حِمَارَهُ، وَبَاعَ لَحْمَهُ، وَهَذَا فَضَّلٌ اخْتَلَفَ فِيهِ الْمَشَائِخُ فِيهِ، بِنَاءً عَلَى اخْتِلَافِهِمْ فِي طَهَارَةِ هَذَا اللَّحْمِ بَعْدَ الذَّبْحِ، وَاخْتِيَارُ الصَّدْرِ الشَّهِيدِ عَلَى طَهَارَتِهِ.

”اہل سمرقند کے فتاویٰ میں ہے کہ جب (کوئی حنفی) اپنے کتے کو ذبح کرے اور اس کا گوشت فروخت کرے تو جائز ہے۔ اسی طرح جب وہ اپنے گدھے کو ذبح کرے اور اس کا گوشت فروخت کرے (تو جائز ہے)۔ اس مسئلے میں ہمارے مشائخ کا اختلاف ہے اور اس کی وجہ ذبح ہونے کے بعد اس گوشت کے پاک ہونے میں اختلاف ہے۔ صدر شہید نے

اس گوشت کے پاک ہونے کو ہی اختیار کیا ہے۔“ (فتاویٰ عالمگیری: 115/3)

اس طرح کے فتوؤں کا وقوع کسی انسان سے اسی وقت ہوتا ہے، جب اس کا دل تقویٰ سے خالی ہو جاتا ہے، ورنہ اللہ سے ڈرنے والے کبھی ایسی باتیں نہیں کر سکتے۔

آئیے اب آتے ہیں کلیساؤں اور آتش کدوں پر جانور ذبح کرنے کی طرف۔ فقہ حنفی نے اس حوالے سے بھی اپنے پیروکاروں کو محروم نہیں رکھا۔ فقہ حنفی کی ایک معتبر کتاب میں لکھا ہے:

وَإِنْ أَوْصَى الذِّمِّيُّ لِلْبَيْعَةِ أَوْ لِلْكَنِيسَةِ، أَنْ يُنْفَقَ عَلَيْهَا فِي إِصْلَاحِهَا، أَوْ أَوْصَى أَنْ يُبْنَى بِمَالِهِ بَيْعَةٌ، أَوْ كَنِيسَةٌ، أَوْ بَيْتُ نَارٍ، أَوْ أَوْصَى بِأَنْ يُذَبِّحَ لِعِيدِهِمْ، أَوْ لِلْبَيْعَةِ، أَوْ لِبَيْتِ نَارِهِمْ ذَبِيحَةً، جَازَ فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ، وَلَمْ يَجْزُ شَيْءٌ مِنْهُ فِي قَوْلِ أَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ .

”اگر ذمی شخص یہ وصیت کرے کہ کلیسے یا گرجے کی مرمت کے لیے مال خرچ کیا جائے، یا وہ وصیت کر دے کہ اس کے مال سے کلیسہ، گرجہ یا آتش کدہ بنایا جائے، یا وہ وصیت کرے کہ ذمیوں کی عید کے موقع پر یا ان کے کلیسہ کے لیے یا ان کے آتش کدے کے لیے جانور ذبح کیا جائے تو امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق یہ کام جائز ہے، جبکہ (قاضی) ابو یوسف اور محمد (بن حسن شیبانی) نے اس میں سے کسی کام کو بھی جائز قرار نہیں دیا۔“

(المبسوط للسرخسي: 94/28)

ایک طرف احناف کی یہ فقہ شریف کلیساؤں، گرجا گھروں اور آتش کدوں کی مرمت و تعمیر اور آگ جیسے باطل معبودوں کے لیے جانور ذبح کرنے کو بھی سند جواز دے رہی ہے، جبکہ دوسری طرف اس فقہ کے بعض پیروکار اہل حدیثوں کی مساجد کو منہدم کرنے پر ٹٹے ہوئے ہیں۔ یہ کیسا ایمان اور کیسا اسلام ہے؟

حنفی فقہاء کی مذکورہ عبارات کو بنیاد بنا کر ”مفتی“ صاحب لکھتے ہیں:

”دیکھیے جانور پالنے والا کافر ہے اور ذبح بھی کراتا ہے بت یا آگ کی عبادت کی

نیت سے، گویا مالک کا پالنا اور ذبح کرانا دونوں فاسد، مگر چونکہ بوقت ذبح مسلمان نے بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا ہے، لہذا جانور حلال ہے۔ کہیے گیارہویں یا میلاد کا بکرا اس بت پرست کے بکرے سے بھی گیا گزرا ہے کہ وہ تو حلال مگر یہ حرام؟ والحمد للہ! بخوبی ثابت ہوا کہ یہ گیارہویں وغیرہ کا جانور حلال ہے اور یہ فعل باعث ثواب۔“ (”جاء الحق“: 361/1)

یہ محض سینہ زوری ہے۔ حنفی فقہاء کے یہ حوالے حنفی تقلید یوں کو ہی پیش کیے جائیں۔ انہی کے نزدیک بت پرستوں کی عبادت گاہوں اور معبودوں کے لیے ذبح کیا جانے والا جانور حلال ہوگا اور انہی کے نزدیک اس سے گیارہویں کا بکرا حلال ہوگا۔ ہمارے نزدیک نہیں۔ بت یا آگ کی عبادت کی نیت سے جانور ذبح کیا جائے یا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے لیے نذر و نیاز کی نیت سے، دونوں حرام ہیں، خواہ انہیں مسلمان اللہ کا نام لے کر ذبح کرے، کیونکہ یہ دونوں جانور غیر اللہ کی نذر و نیاز کے لیے ذبح کیے گئے ہیں۔ نذر و نیاز عبادت ہے، جیسے نماز و روزہ عبادت ہے۔ کوئی کسی بت کے لیے نماز پڑھے یا کسی نیک ولی کے لیے، دونوں صورتوں میں شرک اور حرام ہے۔

جو لوگ مجوسیوں کے آتش کدوں اور آگ کے لیے وقف بکروں کو حلال کر لیتے ہیں، ان کے لیے گیارہویں کے بکرے کو حلال قرار دینا کوئی مشکل نہیں۔ البتہ جو لوگ قرآن و حدیث، سلف صالحین اور ائمہ دین کی پیروی کرتے ہیں، ان کے لیے ایسا کرنا ناممکن ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے ”شیخ الحدیث“ جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی کہتے ہیں:

وَأَعْلَمُ أَنَّ الْإِهْلَالَ لِغَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى، وَإِنْ كَانَ فِعْلًا حَرَامًا، لَكِنَّ الْحَيَوَانَ الْمَهْلَّ حَلَالٌ، إِنْ ذَكَاهُ بِشَرَائِطِهِ، وَكَذَا الْحُلُوفُ النَّبِيُّ يُتَقَرَّبُ بِهَا لِلْأَوْتَانِ أَيْضًا، جَائِزَةٌ عَلَى الْأَصْلِ.

”جان لو کہ غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا اگرچہ حرام کام ہے، لیکن اگر اس جانور کو شرائط کے مطابق ذبح کیا جائے تو وہ حلال ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ مٹھائی جو بتوں کے تقرب کے

لیے رکھی جاتی ہے، وہ بھی اصل کی بنا پر جائز ہے۔“ (فیض الباری: 4/180)

ہم بھی حیران تھے کہ دیوبندی حضرات حرام سمجھتے ہوئے بھی مزارات کی نذر و نیاز اور گیارہویں کے حلوے کیوں ڈکار جاتے ہیں۔ اب یہ عقدہ کھلا ہے کہ اس مسئلے میں بریلوی اور دیوبندی حضرات متفق ہیں۔ شاید یہ بھی دارالعلوم دیوبند کی برکات میں سے ہے۔ یہاں کشمیری صاحب کا ایک اور کارنامہ بھی ملاحظہ فرماتے جائیں، لکھتے ہیں:

قَالَ أَبُو الْمُؤَذَّرِ : وَقَدْ بَلَّغْنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَهَا يَوْمًا، فَقَالَ : لَقَدْ اهْتَدَيْتُ لِلْعَزَى شَاةَ عَفْرَاءَ، وَأَنَا عَلَى دِينِ قَوْمِي .

”ابومؤذر نے کہا کہ ہمیں یہ بات پہنچی کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دن بتوں کا ذکر کیا اور فرمایا: میں نے عڑی کے لیے ایک ٹیالے رنگ کی بکری کا چڑھاوا چڑھایا۔ اس وقت میں اپنی قوم (قریش) کے دین پر تھا۔“ (فیض الباری: 4/238)

استغفر اللہ! ان لوگوں کی جرأت اور بے باکی ملاحظہ فرمائیں کہ یہ نبی اکرم ﷺ کی طرف کسی گمراہ اور مجہول شخص کی بیان کردہ انتہائی جھوٹی بات منسوب کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ کیا نبی اکرم ﷺ کسی دور میں مشرک بھی رہے تھے؟ (العیاذ باللہ)

فقہ حنفی اور غیر اللہ کی نذر و نیاز :

گیارہویں والے ہمارے بھائیوں کو اپنی فقہ کا یہ قول بھی ضرور یاد رکھنا چاہیے:

وَالنَّذْرُ لِلْمَخْلُوقِ لَا يَجُوزُ، لِأَنَّهُ عِبَادَةٌ، وَالْعِبَادَةُ لَا تَكُونُ لِلْمَخْلُوقِ .

”مخلوق کے لیے نذر و نیاز جائز نہیں، کیونکہ یہ عبادت ہے اور عبادت مخلوق کے لیے نہیں ہو سکتی۔“ (فتاویٰ شامی: 2/439)

جانوروں کی غیر اللہ کی طرف نسبت اور قرآن :

اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ﴾ (المائدة 5 : 3)

”اور جو جانور آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو۔“

یعنی قبروں اور مزاروں پر ذبح کیا گیا جانور حرام ہے، اگرچہ اس پر بوقت ذبح اللہ کا نام پکار دیا جائے، اس کو کھانے سے روک دیا گیا ہے۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ تَاللَّهِ لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا

كُنْتُمْ تَفْتَرُونَ﴾ (النحل 16 : 56)

”اور وہ اللہ کے دیئے گئے رزق سے ان (معبودانِ باطلہ) کا حصہ مقرر کرتے ہیں، جن کو یہ جانتے تک نہیں۔ اللہ کی قسم! تم سے تمہارے جھوٹوں کے بارے میں ضرور باز پرس ہوگی۔“

امام اہل سنت، حافظ، اسماعیل بن عمر، ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُخْبِرُ تَعَالَى عَنْ قَبَائِحِ الْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ عَبْدُوا مَعَ اللَّهِ غَيْرَهُ مِنَ الْأَصْنَامِ، وَالْأَوْثَانِ، وَالْأَنْدَادِ، وَجَعَلُوا لَهَا نَصِيبًا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ، فَقَالُوا:

﴿هَذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَذَا لِشُرَكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى

اللَّهِ﴾، بِغَيْرِ عِلْمٍ، ﴿وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَى شُرَكَائِهِمْ﴾ (الأنعام 6 :

136)، أَيْ جَعَلُوا لِلَّهِتِهِمْ نَصِيبًا مَعَ اللَّهِ، وَفَضَّلُوهُمْ أَيْضًا عَلَى جَانِبِهِ،

فَأَقْسَمَ اللَّهُ تَعَالَى بِنَفْسِهِ الْكَرِيمَةِ، لَيَسْأَلَنَّهُمْ عَنْ ذَلِكَ الَّذِي افْتَرَوْهُ،

وَاتَّفَكُوهُ، وَلَيَقَابِلَنَّهُمْ عَلَيْهِ، وَلَيَجَازِيَنَّهُمْ أَوْفَرَ الْجَزَاءِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، فَقَالَ

: ﴿تَاللَّهِ لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُونَ﴾ (النحل 16 : 56) .

”اللہ تعالیٰ مشرکین کی بدکاریوں کے بارے میں خبر دے رہے ہیں جنہوں نے اس

کے سوا اور معبودوں کی عبادت شروع کر رکھی تھی اور انہوں نے اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے ان معبودوں کے لیے حصہ مقرر کیا ہوا تھا۔ وہ اپنے خیال کے مطابق کہتے تھے کہ یہ حصہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا۔ وہ لاعلمی میں یہ کہتے تھے کہ جو حصہ ان کے شریکوں کا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں پہنچتا، جبکہ اللہ تعالیٰ کا حصہ ان کے شریکوں کو پہنچتا ہے۔ یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اپنے معبودوں کا حصہ مقرر کر رکھا تھا اور انہیں اللہ تعالیٰ کے حق پر حاوی بھی کیا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتِ مبارکہ کی قسم اٹھائی اور فرمایا کہ انہوں نے جو اترپردازیاں کی ہیں اور جھوٹ باندھے ہیں، ان کے بارے میں وہ ضرور ان سے پوچھے گا اور انہیں ضرور اس جرم کی سزا اور جہنم میں اس کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿تَاللّٰهِ لَئِلسْأَلَنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَفْتَرُونَ﴾ (النحل: 16 : 56)۔ (اللہ کی قسم! تم جو جھوٹ باندھتے تھے، اس کے بارے میں تم سے ضرور پوچھا جائے گا)۔“

(تفسیر القرآن العظیم: 45/4، بتحقیق عبد الرزاق المہدی)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ وَلَكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَآكَثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾ (المائدة: 5 : 103)

”اللہ تعالیٰ نے کوئی بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام مقرر نہیں کیے، بلکہ کافر لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں اور ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے۔“

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کے نام منسوب کیے ہوئے جانوروں کی شرعی حیثیت کی نفی کی ہے۔ کفار یہ کہتے تھے کہ یہ جانور اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ طریقے کے مطابق منسوب کیے جاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ غیر اللہ کے نام پر جانور چھوڑنا کفار کا طرزِ عمل تھا۔ یاد رہے کہ اس آیت میں صرف اس تاثر کی نفی کی گئی ہے کہ غیر اللہ کے نام پر جانور چھوڑنا جائز ہے، یہاں ان جانوروں کی حلت و حرمت کا کوئی تذکرہ نہیں۔

”مفتی“ صاحب اس پر بھی طبع آزمائی کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

”یہ چار جانور، بحیرہ وغیرہ وہ تھے، جن کو کفار عرب بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور ان کو حرام سمجھتے تھے۔ قرآن نے اس کو حرام سمجھنے کی تردید فرمادی، حالانکہ ان پر زندگی میں بتوں کا نام پکارا گیا تھا اور ان کے کھانے کا حکم دیا کہ فرمایا: ﴿كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ﴾ (الأنعام 6 : 142) (کھاؤ اس کو جو تمہیں اللہ نے دیا اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو)۔“ (”جاء الحق“: 362/1)

بحیرہ والی آیت میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ یہ جانور اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ نہیں، بلکہ اس بارے میں مشرکین نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا ہے۔ ان جانوروں کی حلت و حرمت کا اس آیت میں کوئی ذکر نہیں کیا گیا، جبکہ ﴿وَمَا أَهْلٌ بِهِ لَبِئْسَ اللَّهُ﴾ والی آیت سے معلوم ہو گیا کہ یہ جانور حرام ہیں۔ ”مفتی“ صاحب نے جو آیت کریمہ ذکر کی ہے، اس میں بحیرہ و سائبہ وغیرہ کی حلت کا کوئی ذکر نہیں۔ اس آیت میں تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق کو کسی کے نام منسوب کر کے حرام کرنا کفار کا کام ہے، تم ایسا نہ کرنا، اگر تم کفار کی تقلید میں ایسے جانور مقرر کرو گے تو شیطان کی پیروی کرو گے۔

کسی بھی مفسر نے اس آیت کریمہ کی رو سے بحیرہ وغیرہ کو حلال قرار نہیں دیا اور یہ نہیں کہا کہ اس آیت میں بحیرہ وغیرہ کو کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو بحیرہ وغیرہ کفار نے مقرر کیے تھے، وہ انہی کی ملکیت تھے اور انہوں نے اپنے بتوں کے نام کیے ہوئے تھے، مسلمانوں کو کیسے حکم دیا جاسکتا تھا کہ وہ ان کو کھائیں؟ یہ قرآن کریم کی معنوی تخریف ہے اور اس سے ”مفتی“ صاحب کی علمی حالت عیاں ہو جاتی ہے۔

رہا ”مفتی“ صاحب کا اپنی تائید میں حافظ نووی رحمہ اللہ کا ایک قول ذکر کرنا تو یہ قول قرآن و سنت اور فہم سلف کے خلاف ہونے کی بنا پر ناقابل التفات ہے۔ سلف صالحین اور ائمہ دین و محدثین میں سے کوئی بھی ان کا ہمنوا نہیں۔

آخر میں ہمارا بریلوی بھائیوں سے سوال ہے کہ کیا صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ دین بشمول امام ابوحنیفہ سے غیر اللہ کے لیے جانور چھوڑنا اور بزرگوں کی نذر کر کے انہیں ذبح کرنا ثابت ہے؟ کیا کسی صحابی نے رسول اللہ ﷺ کے نام پر کوئی جانور چھوڑا تھا؟ کسی تابعی نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سمیت کسی صحابی کے نام پر کوئی جانور چھوڑا ہو! کسی تبع تابعی نے کسی تابعی کے نام پر یا امام ابوحنیفہ نے کسی صحابی و تابعی کے نام سے کوئی جانور منسوب کیا ہو! اگر یہ جائز ہوتا، بلکہ بریلوی بھائیوں کے نزدیک نیکی کا کام ہے، تو صحابہ کرام سے بڑھ کر کون نیکیوں کا متلاشی تھا؟ کیا صحابہ کرام کو رسول اکرم ﷺ سے اتنی بھی محبت نہیں تھی، جتنی بعد کے قبر پرست لوگوں کو اپنے بزرگوں اور پیروں سے ہے؟ صحابہ و تابعین اور ائمہ دین اس ”کارِ خیر“ سے کیونکر محروم رہے؟

ہم یہاں پر بریلوی بھائیوں سے یہ بھی پوچھیں گے کہ جب غیر اللہ، مثلاً مردوں اور غائب پیروں کو پکارنے کی نفی کی جاتی ہے اور اس سلسلے میں آیات قرآنیہ پیش کی جاتی ہیں تو ان کا جواب کچھ یوں ہوتا ہے: ”یہ آیات تو بتوں کے لیے ہیں، جو آپ اولیاء اللہ پر فٹ کر رہے ہیں۔ اولیاء اللہ بھلا غیر اللہ ہوتے ہیں؟ وہ غیر اللہ نہیں، بلکہ اللہ کے دوست ہیں۔۔۔“ وغیرہ۔ لیکن یہاں پر ان کا طرز عمل مختلف ہے۔ جب غیر اللہ کے نام کے ذبیحے کی بات آتی ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ ذبح کرتے وقت اللہ کے علاوہ کسی کا نام لیا جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر انہیں شاید یہ یاد نہیں رہتا کہ ان کے نزدیک اولیاء اللہ غیر اللہ نہیں ہوتے۔ انہیں چاہیے کہ وہ ذبح کرتے وقت بھی اولیاء اللہ کا نام لینا جائز قرار دے دیں، ورنہ پکار کے حوالے سے بھی اپنے غیر اللہ کے نظریے پر نظر ثانی کر لیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عقیدہ توحید کو سمجھنے، اسی کے مطابق زندگی بسر کرنے اور اسی پر مرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

